استخارہ کا مسنون طریقہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

ضبط و ترتیب
محمد عبداللہ میمن

میمن اسلامک پبلشرز
۱۸۸/۱۰، لیاقت آباد، کراچی ۱۹

مقام خطاب : جامع مسجد بیت المکرم
گلشن اقبال کراچی

وقت خطاب : بعد نماز عصر تا مغرب

اصلاحی خطبات : جلد نمبر: ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استخارہ کا مسنون طریقہ

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نؤمن بہ ونتوکل علیہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ، ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، ونشھدان سیدنا وسندنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیرًا کثیرا۔

امابعد!

﴿عن مکحول الازدی رحمہ اللّٰہ تعالٰی قال: سمعت ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یقول: ان الرجل یستخیر اللّٰہ تبارک و تعالٰی فیختارلہ، فیسخط علی ربہ عزوجل، فلایلبث ان ینظر فی العاقبۃ فاذا ھو خیر لہ﴾ (کتاب الزہد لابن مبارک، زیادات الزھد لنعیم بن حماد، باب فی الرضا بالقضاء صفحہ ۳۲)

حدیث کا مطلب

یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک ارشاد ہے۔ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لئے خیر ہو وہ کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہ کام اختیار فرمادیتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس بندہ کی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ بندہ اپنے پروردگار پر ناراض ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تو یہ کہا تھا کہ میرے لئے اچھا کام تلاش کیجئے، لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آرہا ہے، اس میں تو میرے لئے تکلیف اور پریشانی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب انجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا۔ اس وقت اس کو پتہ نہیں تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ میرے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا صحیح ہونا بعض اوقات دنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات آخرت میں ظاہر ہوگا۔

اس روایت میں چند باتیں قابل ذکر ہیں، ان کو سمجھ لینا چاہئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ استخارہ کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "استخارہ" کرنے کا کوئی خاص طریقہ اور خاص عمل ہوتا ہے، اس کے بعد کوئی خواب نظر آتا ہے اور اس خواب کے اندر ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کرو یا نہ کرو۔ خوب سمجھ لیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے "استخارہ" کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں۔

استخارہ کا طریقہ اور اس کی دعا

"استخارہ" کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نیت یہ کرے کہ میرے سامنے دو راستے ہیں، ان میں سے جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں۔ پھر دو رکعت پڑھے اور نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔ یہ بڑی عجیب دعا ہے، پیغمبر ہی یہ دعا مانگ سکتا ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگالیتا تو بھی ایسی دعا کبھی نہ کرسکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی۔ وہ دعا یہ ہے۔

﴿اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم، فانّک تقدر ولا اقدر، وتعلم ولا اعلم، وانت علّام الغیوب، اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرلی فی دینی ومعیشتی وعاقبۃ امری اوقال فی عاجل امری وآجلہ فیسّرہ لی ثم بارک لی فیہ، وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعیشتی وعاقبۃ امری اوقال فی عاجل امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ﴾

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ)

دعا کا ترجمہ

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو

جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں، میں علم نہیں رکھتا۔ یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے مجھے نہیں۔ اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور میرے اندر قدرت نہیں۔ یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لئے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادیجئے اور اس کو میرے لئے آسان فرمادیجئے اور اس میں میرے لئے برکت پیدا فرمادیجئے۔ اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ میرے حق میں بُرا ہے، میرے دین کے حق میں بُرا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں بُرا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے بُرا ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجئے اور مجھے اس سے پھیر دیجئے، اور میرے لئے خیر مقدر فرمادیجئے جہاں بھی ہو۔ یعنی اگر یہ معاملہ میرے لئے بہتر نہیں ہے تو اس کو تو چھوڑ دیجئے اور اس کے بدلے جو کام میرے لئے بہتر ہو اس کو مقدر فرمادیجئے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجئے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجئے۔

دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرلی تو بس استخارہ ہو گیا۔

استخارہ کا کوئی وقت مقرر نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہئے یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہئے۔ ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت یہ استخارہ کرلے۔ نہ رات کی کوئی قید ہے، اور نہ دن کی کوئی قید ہے نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے۔

خواب آنا ضروری نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آئے گا اور خواب کے ذریعہ ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو۔ یاد رکھئے! خواب آنا کوئی ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بات ضرور بتائی جائے یا خواب میں کوئی اشارہ ضرور دیا جائے، بعض مرتبہ خواب میں آجاتا ہے اور بعض مرتبہ خواب میں نہیں آتا۔

استخارہ کا نتیجہ

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خود انسان کے دل کا رجحان ایک طرف ہوجاتا ہے، بس جس طرف رجحان ہوجائے وہ کام کرلے، اور بکثرت ایسا رجحان ہوجاتا ہے۔ لیکن بالفرض اگر کسی ایک طرف دل میں رجحان نہ بھی ہو بلکہ دل میں کشمکش موجود ہو تو بھی استخارہ کا مقصد پھر بھی حاصل ہے، اس لئے کہ بندہ کے استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ وہی کرتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوجاتے ہیں پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لئے خیر ہوتی ہے اور اس کو پہلے سے پتا بھی نہیں ہوتا۔ بعض اوقات انسان ایک راستے کو بہت اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس بندے سے پھیر دیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ استخارہ کے بعد اسباب ایسے پیدا فرمادیتے ہیں کہ پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لئے خیر ہوتی ہے۔ اب خیر کس میں ہے؟ انسان کو پتہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیتے ہیں۔

تمہارے حق میں یہی بہتر تھا

اب جب وہ کام ہوگیا تو اب ظاہری اعتبار سے بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نظر نہیں آرہا ہے، دل کے مطابق نہیں ہے، تو اب بندہ اللہ تعالیٰ سے

شکوہ کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے آپ سے مشورہ اور استخارہ کیا تھا مگر کام وہ ہو گیا جو میری مرضی اور طبیعت کے خلاف ہے اور بظاہر یہ کام اچھا معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ ارے نادان! تو اپنی محدود عقل سے سوچ رہا ہے کہ یہ کام تیرے حق میں بہتر نہیں ہوا، لیکن جس کے علم میں ساری کائنات کا نظام ہے، وہ جانتا ہے کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور کیا بہتر نہیں تھا، اس نے جو کیا وہی تیرے حق میں بہتر تھا۔ بعض اوقات دنیا میں تجھے پتہ چل جائیگا کہ تیرے حق میں کیا بہتر تھا اور بعض اوقات پوری زندگی میں بھی پتہ نہیں چلے گا، جب آخرت میں پہنچے گا تب وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ واقعۃً یہی میرے لئے بہتر تھا۔

تم بچے کی طرح ہو

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک بچہ ہے جو ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وقت بچے کا یہ چیز کھانا بچے کے لئے نقصان دہ ہے اور مہلک ہے۔ چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے، اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے میرے ساتھ ظلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ چیز مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے کڑوی کڑوی دوا کھلا رہے ہیں۔ اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اللہ تعالیٰ اس بچے کو عقل اور فہم عطا فرمائیں گے اور اس کو سمجھ آئے گی تو اس وقت اس کو پتہ چلے گا کہ میں تو اپنے لئے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لئے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ وہ راستہ اختیار فرماتے ہیں جو انجام کار بندہ کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اب بعض اوقات اس کا بہتر ہونا

دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض اوقات دنیا میں پتہ نہیں چلتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ میں نے انہیں سے سنا ہے، کہیں کتاب میں نظر سے نہیں گزرا لیکن کتابوں میں کسی جگہ ضرور منقول ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے کوہ طور پر تشریف لے جارہے تھے تو راستے میں ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا اور اپنی خواہشات، اپنی تمنائیں اور اپنی آرزوئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کا اس سے زیادہ اچھا موقع اور کیا ہو سکتا ہے، اس لئے جب آپ وہاں پہنچیں تو میرے حق میں بھی دعا کر دیجئے گا۔ کیونکہ میری زندگی میں مصیبتیں بہت ہیں اور میرے اوپر تکلیفوں کا ایک پہاڑ ٹوٹا ہوا ہے، فقر و فاقہ کا عالم ہے اور طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار ہوں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے راحت اور عافیت عطا فرمادیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کرلیا کہ اچھی بات ہے، میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔

جاؤ ہم نے اس کو زیادہ دیدی

جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئے۔ ہم کلامی کے بعد آپ کو وہ شخص یاد آیا جس نے دعا کے لئے کہا تھا۔ آپ نے دعا کی یا اللہ! آپ کا ایک بندہ ہے جو فلاں جگہ رہتا ہے، اس کا یہ نام ہے، اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جب میں آپ کے سامنے حاضر ہوں تو اس کی پریشانی پیش کردوں۔ یا اللہ! وہ بھی آپ کا بندہ ہے،

آپ اپنی رحمت سے اس کو راحت عطا فرمادیجئے تاکہ وہ آرام اور عافیت میں آجائے اور اس کی مصیبتیں دور ہوجائیں اور اس کو بھی اپنی نعمتیں عطا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ! اس کو تھوڑی نعمت دوں یا زیادہ دوں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں تو تھوڑی کیوں مانگیں۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ یا اللہ! جب نعمت دینی ہے تو زیادہ ہی دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ ہم نے اس کو زیادہ دیدی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مطمئن ہوگئے۔ اس کے بعد کوہ طور پر جتنے دن قیام کرنا تھا قیام کیا۔

ساری دنیا بھی تھوڑی ہے

جب کوہ طور سے واپس تشریف لے جانے لگے تو خیال آیا کہ جاکر ذرا اس بندہ کا حال دیکھیں کہ وہ کس حال میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں دعا قبول فرمالی تھی۔ چنانچہ اس کے گھر جاکر دروازے پر دستک دی تو ایک دوسرا شخص باہر نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے فلاں شخص سے ملاقات کرنی ہے۔ اس نے کہا کہ اس کا تو کافی عرصہ ہوا انتقال ہوچکا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کب انتقال ہوا؟ اس نے کہا فلاں دن اور فلاں وقت انتقال ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ جس وقت میں نے اس کے حق میں دعا کی تھی اس کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کا انتقال ہوا ہے۔ اب موسیٰ علیہ السلام بہت پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی، میں نے اس کے لئے عافیت اور راحت مانگی تھی اور نعمت مانگی تھی، مگر آپ نے اس کو زندگی سے ختم کردیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پوچھا تھا کہ تھوڑی نعمت دیں یا زیادہ دیں؟ تم نے کہا تھا کہ زیادہ دیں، اگر ہم ساری دنیا بھی اٹھا کر دے دیتے تب بھی تھوڑی ہی ہوتی اور اب ہم نے اس کو آخرت اور جنت کی جو نعمتیں دی ہیں ان پر واقعی یہ بات صادق آتی ہے کہ

وہ زیادہ نعمتیں ہیں، دنیا کے اندر زیادہ نعمتیں اس کو مل ہی نہیں سکتی تھیں، لہٰذا ہم نے اس کو آخرت کی نعمتیں عطا فرمادیں۔

یہ انسان کس طرح اپنی محدود عقل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ وہی جانتے ہیں کہ کس بندے کے حق میں کیا بہتر ہے۔ اور انسان صرف ظاہر میں چند چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو برا ماننے لگتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا کہ کس کے حق میں کیا بہتر ہے۔

استخارہ کرنے کے بعد مطمئن ہو جاؤ

اسی وجہ سے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرما رہے ہیں کہ جب تم کسی کام کا استخارہ کر چکو تو اس کے بعد اس پر مطمئن ہو جاؤ کہ اب اللہ تعالیٰ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ خیر ہی کا فیصلہ فرمائیں گے، چاہے وہ فیصلہ ظاہر نظر میں تمہیں اچھا نظر نہ آرہا ہو، لیکن انجام کے اعتبار سے وہی بہتر ہوگا۔ اور پھر اس کا بہتر ہونا یا تو دنیا ہی میں معلوم ہو جائے گا ورنہ آخرت میں جا کر تو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا تھا وہی میرے حق میں بہتر تھا۔

استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

﴿ما خاب من استخار ولا ندم من استشار﴾

(مجمع الزوائد: جلد ۸ صفحہ ۹۶)

یعنی جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو وہ کبھی نادم اور پشیمان نہیں ہوگا کہ میں نے یہ

کام کیوں کرلیا یا میں نے یہ کام کیوں نہیں کیا، اس لئے کہ جو کام کیا وہ مشورہ کے بعد کیا اور اگر نہیں کیا تو مشورہ کے بعد نہیں کیا، اس وجہ سے وہ نادم نہیں ہوگا۔
اس حدیث میں یہ جو فرمایا کہ استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا، مطلب اس کا یہی ہے کہ انجام کار استخارہ کرنے والے کو ضرور کامیابی ہوگی، چاہے کسی موقع پر اس کے دل میں یہ خیال بھی آجائے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نہیں ہوا، لیکن اس خیال کے آنے کے باوجود کامیابی اسی شخص کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے۔ اور جو شخص مشورہ کر کے کام کرے گا وہ پچھتائے گا نہیں، اس لئے کہ بالفرض اگر وہ کام خراب بھی ہوگیا تو اس کے دل میں اس بات کی تسلی موجود ہوگی کہ میں نے یہ کام اپنی خود رائی سے اور اپنے بل بوتے پر نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دوستوں سے اور بڑوں سے مشورہ کے بعد یہ کام کیا تھا، اب آگے اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے کہ وہ جیسا چاہیں فیصلہ فرمادیں۔ اس لئے اس حدیث میں دو باتوں کا مشورہ دیا ہے کہ جب بھی کسی کام میں کشمکش ہو تو دو کام کرلیا کرو، ایک استخارہ اور دوسرے استشارہ یعنی مشورہ۔

استخارہ کی مختصر دعا

اوپر استخارہ کا جو مسنون طریقہ عرض کیا، یہ تو اس وقت ہے جب آدمی کو استخارہ کرنے کی مہلت اور موقع ہو، اس وقت تو دو رکعت پڑھ کر وہ مسنون دعا پڑھے۔ لیکن بسا اوقات انسان کو اتنی جلدی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اس کو پوری دو رکعت پڑھ کر دعا کرنے کا موقع ہی نہیں ہوتا، اس لئے کہ اچانک کوئی کام سامنے آگیا اور فوراً اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہے۔ اس موقع کے لئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تلقین فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ﴾

(کنز العمال: جلد ۷ حدیث نمبر ۱۸۰۵۳)

اے اللہ! میرے لئے آپ پسند فرمادیجئے کہ مجھے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ بس یہ دعا پڑھ لے۔ اس کے علاوہ ایک اور دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ﴾

(صحیح مسلم، ابواب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل)

اے اللہ! میری صحیح ہدایت فرمایئے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھئے۔

اسی طرح ایک اور مسنون دعا ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ﴾

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب نمبر ۷۰)

اے اللہ! جو صحیح راستہ ہے وہ میرے دل پر القا فرمادیجئے۔ ان دعاؤں میں سے جو دعا یاد آجائے اس کو اسی وقت پڑھ لے۔ اور اگر عربی میں دعا یاد نہ آئے تو اردو ہی میں دعا کرلو کہ یا اللہ! مجھے یہ کشمکش پیش آگئی ہے آپ مجھے صحیح راستہ دکھا دیجئے۔ اگر زبان سے نہ کہہ سکو تو دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ یا اللہ! یہ مشکل اور یہ پریشانی پیش آگئی ہے، آپ صحیح راستہ دل میں ڈال دیجئے۔ جو راستہ آپ کی رضا کے مطابق ہو اور جس میں میرے لئے خیر ہو۔

حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

میں نے اپنے والد ماجد مفتئ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساری عمر یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا کہ جب کبھی کوئی ایسا معاملہ

پیش آتا جس میں فوراً فیصلہ کرنا ہوتا کہ یہ دو راستے ہیں، ان میں سے ایک راستے کو اختیار کرنا ہے تو آپ اس وقت چند لمحوں کے لئے آنکھ بند کرلیتے، اب جو شخص آپ کی عادت سے واقف نہیں اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ آنکھ بند کر کے کیا کام ہو رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ آنکھ بند کر کے ذرا سی دیر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلیتے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرلیتے کہ یا اللہ! میرے سامنے یہ کشمکش کی بات پیش آگئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا فیصلہ کروں، آپ میرے دل میں وہ بات ڈال دیجئے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو۔ بس دل ہی دل میں یہ چھوٹا سا اور مختصر سا استخارہ ہو گیا۔

ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلو

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ تمہیں اس کا اندازہ نہیں کہ تم نے ایک لمحہ کے اندر کیا سے کیا کرلیا، یعنی اس ایک لمحہ کے اندر تم نے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرلیا، اللہ تعالیٰ سے خیر مانگ لی اور اپنے لئے صحیح راستہ طلب کرلیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تمہیں صحیح راستہ مل گیا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا اجر بھی مل گیا اور دعا کرنے کا بھی اجر و ثواب مل گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند فرماتے ہیں کہ بندہ ایسے مواقع پر مجھ سے رجوع کرتا ہے اور اس پر خاص اجر و ثواب بھی عطا فرماتے ہیں۔ اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ صبح سے لے کر شام تک نہ جانے کتنے واقعات ایسے پیش آتے ہیں جس میں آدمی کو کوئی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہ کام کروں یا نہ کروں۔ اس وقت فوراً ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے

رجوع کرلو، یا اللہ! میرے دل میں وہ بات ڈال دیجئے جو آپ کی رضا کے مطابق ہو۔

جواب سے پہلے دعا کا معمول

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ کبھی اس سے تخلف نہیں ہوتا کہ جب بھی کوئی شخص آکر یہ کہتا ہے کہ حضرت! ایک بات پوچھنی ہے تو میں اس وقت فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ معلوم نہیں یہ کیا بات پوچھے گا؟ اے اللہ! یہ شخص جو سوال کرنے والا ہے اس کا صحیح جواب میرے دل میں ڈال دیجئے۔ کبھی بھی اس رجوع کرنے کو ترک نہیں کرتا ہوں۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق۔ لہٰذا جب بھی کوئی بات پیش آئے فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلو۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی! اپنے اللہ میاں سے باتیں کیا کرو کہ جہاں کوئی واقعہ پیش آئے، اس میں فوراً اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لو، اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلو، اس میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرلو اور اپنی زندگی میں اس کام کی عادت ڈال لو۔ رفتہ رفتہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کردیتی ہے، اور یہ تعلق اتنا مضبوط ہوجاتا ہے کہ پھر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں رہتا ہے۔ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کہاں کروگے وہ مجاہدات اور ریاضتیں جو پچھلے صوفیاء کرام اور اولیاء کرام کرکے چلے گئے، لیکن میں تمہیں ایسے چٹکلے بتادیتا ہوں کہ اگر تم ان پر عمل کرلوگے تو انشاء اللہ جو مقصود اصلی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا قائم ہوجانا، وہ انشاء اللہ اسی طرح حاصل ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استخارہ کا اصل شرعی تصور اور مسنون طریقہ

قابلِ احترام جناب جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب!

السلام علیکم! خدا آپ کو سلامت رکھے!

ان دنوں میں انتہائی تذبذب اور ذہنی اذیت کا شکار ہوں، جس میں مجھے آپ کی مدد اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔ معاملہ کچھ یوں ہے کہ ان دنوں میں اپنے کنوارے بیٹے کی شادی کے لئے کسی موزوں رشتے کی تلاش میں ہوں۔ کافی رشتے دیکھنے کے بعد ایک لڑکی پسند آئی، بیوی کے اصرار پر دو جگہوں سے (یعنی دو مختلف نیک بندوں سے) استخارہ کروایا تو دونوں جگہوں سے جواب ملا کہ رشتہ موافق نہیں ہے، لہٰذا رشتہ طے نہ کیا، پھر ایک اور لڑکی مناسب لگی تو اُس کے بارے میں بھی پھر دو جگہوں سے استخارہ کروایا، پھر جواب ملا کہ یہ رشتہ موافق نہیں ہے، لہٰذا پھر یہ رشتہ بھی ترک کر دیا۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ استخارہ کیا ہے؟ شادی کے لئے، رشتہ تلاش کرنے میں استخارہ کس حد تک حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل سے سمجھ لے اور یہ ادراک حاصل کر لے کہ مجوزہ جوڑے کی ازدواجی زندگی کیسے گزرے گی اور شادی کامیاب ہوگی یا ناکام؟ کیا یہ علم ”علم الغیب“ نہیں ہے، کیا اللہ تعالیٰ جو صرف عالم الغیب ہے، اپنے نیک بندوں کو علم الغیب عطا کرتا ہے، خاص کر شادی بیاہ کے معاملے میں.....؟

اور کہیں یہ یقین اور اعتقاد شرک کے زمرہ میں تو نہیں آتا؟ کیا ہمیں ایسا کرنا چاہئے؟ کیا ہم کسی نیک عالم کے استخارہ کے نتیجہ پر عمل کر کے درست اقدام کر رہے ہیں؟ اور قرآن وسنت کی روشنی میں کیا یہ جائز و درست ہے؟ کیا یہ سنت نبوی ﷺ ہے؟

جواب کا منتظر ہوں۔

طالبِ دعا

عزیز احمد سابقہ ڈپٹی رجسٹرار

سپریم کورٹ، اسلام آباد۔

جواب:- محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

استخارے کا مطلب آج کل لوگ غلط سمجھنے لگے ہیں، یہ نہ کوئی علمِ غیب ہے، نہ اس میں کوئی حتمی جواب کہیں سے ملتا ہے، استخارہ کا مطلب صرف یہ دعا ہے کہ یا اللہ! جو صورت ہمارے سامنے ہے، اگر وہ ہمارے لئے دنیا وآخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کے اسباب مہیا فرما دیجئے، اور اگر وہ ہمارے لئے بہتر نہیں ہے تو اس کو ہم سے ہٹا کر وہ صورت پیدا فرما دیجئے جو ہمارے حق میں بہتر ہو۔(۱)

یہ استخارہ صاحبِ معاملہ کو خود کرنا چاہئے، دوسروں سے کرانے کی ضرورت نہیں، اور اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں(۲) استخارے کی نیت سے نفل پڑھ کر استخارے کی وہ دعا کی جائے جو حدیث میں آئی ہے(۳) اور "بہشتی زیور"(۴) اور "اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم"(۵) میں بھی درج ہے۔

یہ عمل تین سے سات دن تک کرلیا جائے تو زیادہ بہتر ہے،(۶) اس کے بعد کسی کی طرف سے کوئی خواب آنا ضروری نہیں، اور آ بھی جائے تو وہ شرعی حجت نہیں ہے، البتہ اس کے بعد کرنا یہ

---

(۱) کیونکہ یہی دعا استخارہ کی "ماثور ومسنون دعاء" میں منقول ہے جو اگلے حاشیہ میں آرہی ہے۔

(۲و۳) وفی الصحیح للبخاریؒ باب الدعاء عند الاستخارۃ ج: ۵ ص: ۲۳۴۵ (طبع دار ابن کثیر یمامہ بیروت) إذا ہم أحدکم بالأمر، فلیرکع رکعتین، ثم یقول :اللہم إنی أستخیرک بعلمک وأستقدرک بقدرتک، وأسألک من فضلک العظیم، فإنک تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغیوب، اللہم إن کنت تعلم أن ہذا الأمر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ أمری -أو قال فی عاجل أمری وآجلہ -فاقدرہ لی وإن کنت تعلم أن ہذا الأمر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ أمری -أو قال فی عاجل أمری وآجلہ -فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ، واقدر لی الخیر حیث کان، ثم أرضنی بہ ویسمی حاجتہ۔

(۴) دوسرا حصہ "استخارہ کی نماز کا بیان" ۳۳/۲۔ (ط۔ میر محمد کتب خانہ۔)

(۵) صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں، ۳۲۲ (طبع الطاف سنز)

(۶) وفی الأذکار النوویۃ للنوویؒ ج: ۱ ص: ۲۶۰ (طبع دار الفکر بیروت) و کنز العمال ج: ۷ ص: ۱۳۹۶ (طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) و روینا فی کتاب ابن السنی عن أنس رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:یا أنس، إذا ہممت بأمر فاستخر ربک فیہ سبع مرات، ثم انظر إلی الذی سبق إلی قلبک، فإن الخیر فیہ۔

(باقی آئندہ صفحہ پر)

چاہئے کہ جس معاملے کے لئے استخارہ کیا گیا ہے، اس پر غور وفکر بھی کریں، مشورہ اور تحقیق بھی کریں، پھر جس طرف دل کا رُجحان ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اس پر عمل کر لیں۔ ان شاء اللہ خیر ہوگی۔

والسلام

۱۴۲۷/۶/۲۱ھ